13475 - عیدین کے درمیان شادی کے متعلق خرافات اور اس میں شرعی محذور

سوال

میرا سوال ہے کہ ایشا کے لوگوں کا اعتقاد ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحی کے مابین شادی کرنا صحیح نہیں، کیونکہ اگر اس مدت میں شادی ہو جائے تو خاوند اور بیوی میں سے ایك کو موت آ جائیگی، میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں آیا یہ نظریہ اسلام کے مطابق صحیح ہے یا نہیں ؟
اسی طرح آپ نے ایك جواب میں یہ ذکر کیا ہے کہ پندرہ شعبان کو نماز اور روزے کے لیے مخصوص کرنا جائز نہیں، اگر کوئی شخص مستقل طور پر اپنی عادت کے مطابق عبادت کرتا رہے تو ثواب زیادہ ہو گا.
جہاں میں رہائش پذیر ہوں وہاں کے اکثر لوگ اس دن روزہ رکھتے اور نماز ادا کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اس کا بہت زیادہ اجروثواب حدیث میں بیان ہوا ہے، جب میں نے آپ کا یہ جواب انہیں بتایا تو ان کا کہنا تھا اس کی فضیلت تو حدیث شریف میں پائی جاتی ہے، کیا یہ صحیح ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

پہلا سوال دو شقوں پر مشتمل ہے:

پہلی شق کا جواب:

سوال میں مذکورہ اعتقاد صحیح نہیں، بلکہ یہ بدعات و گمراہی میں شامل ہوتی ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل اور دلیل نہیں ملتی، اور نہ ہی کتاب و سنت اس پر دلالت کرتی ہے.

دوسری شق کا جواب:

یہ اعتقاد کئی اعتبار سے شریعت اسلامیہ کے مخالف ہے:

اول:

اس مدت میں موت کا اعتقاد رکھنا جائز نہیں، کیونکہ موت و حیات تو اللہ سبحانہ و تعالی کے ہاتھ میں ہے، اور انسان کی موت کا وقت ان امور میں شامل ہوتا ہے جس کا اللہ تعالی نے علم صرف اپنے پاس رکھا ہے مخلوق میں سے کوئی بھی اس کی موت کے وقت کا علم نہیں رکھتا.

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے اس معاملہ پر مخلوق میں سے کسی کو بھی مطلع نہیں کیا، اسی لیے حدیث جبریل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" پانچ اشیاء ایسی ہیں جن کا علم اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں "

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَداً وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ لقمان34

بے شك قیامت کا علم اللہ تعالی کے پاس ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے، اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے، کوئی (بھی) نہیں جانتا کہ کل کیا (کچھ) کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرےگا، اللہ تعالی ہی پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے لقمان (34).

صحیح بخاری حدیث نمبر (48) صحیح مسلم حدیث نمبر (10).

اس لیے یہ دعوی کرنا کہ اس مدت کے دوران شادی کرنا موت کا باعث ہے یہ علم غیب کا دعوی ہے اور جو کوئی بھی علم غیب کا دعوی کرے وہ کذاب اور جھوٹا ہے، اسی لیے جو علم غیب کا دعوی کرے وہ شیطانوں کا سردار ہے.

دوم:

اس میں ایمان پر جرح و قدح ہے، کیونکہ اس میں قضاء و قدر پر ایمان نہ رکھنا ہے، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ تعالی کو یہ تعلیم دی کہ:

" یہ علم میں رکھو کہ اگر ساری امت تجھے نفع دینے پر اکٹھی ہو جائے تو تجھے صرف اتنا اور وہی نفع دے سکتی ہے جو اللہ نے تیرے لیے لکھ رکھا ہے، اور اگر ساری امت اکٹھی ہو کر تجھے کوئی نقصان دینے کی کوشش کرے تو وہی نقصان دے سکتی ہے جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے، قلمیں اٹھا لی گئیں ہیں اور صحیفہ خشك ہو چکے ہیں "

سنن ترمذی باب صفۃ القیامۃ (2440) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ترمذی حدیث نمبر (2043) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور ایك حدیث میں ہے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

" اللہ سبحانہ و تعالی نے آسمان و زمین پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس قبل مخلوق کی تقدیر لکھ دی تھی .... "

صحیح مسلم کتاب القدر حدیث نمبر (4797).

سوم:

اس سے تو توحید اور اس کے کمال میں جرح و قدح ہے، کیونکہ اس میں بدشگونی اور بدفالی ہے، اور حدیث میں وارد ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" نہ تو کوئی متعدی بیماری ہے اور نہ ہی بدشگونی و بدفالی اور نہ ہی میت کی ہڈیاں پرندہ بنتی ہیں، اور نہ ہی صفر حرمت والا مہینہ ہے "

صحیح بخاری کتاب الطب حدیث نمبر (5316).

التطیر: بد فالی اور بدشگونی کو کہتے ہیں.

اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" بدشگونی اور بدفالی شرك میں سے ہے "

سنن ترمذی کتاب السیر حدیث نمبر (1539) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی حدیث نمبر (1314) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

یہ علم میں رکھیں کہ بدشگونی و بدفالی توحید کے منافی ہے اور اس کی دو وجہیں ہیں:

اول:

بدشگونی کرنے والا اللہ پر توکل ترك کر کے کسی دوسرے پر اعتماد کرتا ہے.

دوسری:

اس نے ایسے معاملہ کے ساتھ تعلق قائم کیا ہے جس کی کوئی حقیقت ہی نہیں، بتائیں کہ اس معاملے اور جو اس سے حاصل ہو گا اس میں کونسا رابطہ ہے، بلاشك یہ توحید میں مخل ہوتا ہے، کیونکہ توحید عبادت و استعانت ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں الفاتحۃ (4).

اور ارشاد باری تعالی ہے:

اسی کی عبادت کرو اور اس پر توکل کرو ھود (123).

اسی لیے عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کہا کرتی تھیں:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ شوال میں شادی کی اور شوال میں ہی رخصتی کی، اور وہ سب بیویوں سے زیادہ نصیبے والی تھیں "

عرب لوگ اس ماہ میں شادی کرنے بدشگونی سمجھتے تھے ان کا کہنا تھا کہ اگر شوال میں شادی کی جائے تو وہ شادی کامیاب نہیں ہوتی، حالانکہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ....

بدشگونی کرنے والا شخص دو حالتوں سے خالی نہیں رہتا:

اول:

وہ اس بدشگونی کو تسلیم کرتے ہوئے کام ترک کر دے، یہ سب سے بڑی بدشگونی اور بدفالی ہے.

دوسری:

وہ کام تو کر گزرے لیکن اس کو پریشانی اور قلق رہے اور غم و ہم کی بنا پر اسے اس بدشگونی کی تاثیر کا خدشہ ہو، یہ پہلی سے کم درجہ کی ہے، لیکن دونوں معاملے ہی توحید کے لیے ناقض اور ضرر و نقصاندہ ہیں " اھـ

دیکھیں: القول المفید ابن عثیمین (2 / 77 ـ 78).

عملی واقع کےاعتبار سے ہم اس خرافت کی سنت نبویہ میں تکذیب پاتے ہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے محبوب ترین بیوی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے شادی بھی دونوں عیدوں کے درمیان کی اور پھر رخصتی بھی عیدین کے درمیان ہوئی، اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سب لوگوں سے زیادہ نصیبے والی تھیں، بلکہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اس جاہلی گمان کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شادی شوال میں کی اور میری رخصتی بھی شوال میں ہوئی، تو رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیك میرے علاوہ کونسی عورت زیادہ نصیبے والی تھی "

عروہ بن زبیر فرماتے ہیں:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا مستحب سمجھتی تھیں کہ عورتوں کی رخصتی شوال میں ہو "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1423).

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں::

" اس حدیث میں ماہ شوال میں شادی کرنے اور شادی کروانے اور رخصتی کرنے کا استحباب پایا جاتا ہے، اور ہمارے اصحاب نے اس کا استحباب بیان کیا اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اس کلام سے دور جاہلیت کی عادت کا رد کیا ہے، آج عوام کے ہاں ماہ شوال میں شادی مکروہ اور ناپسند سمجھنے کا خیال اور وہم پایا جاتا ہے یہ باطل ہے اس کی کوئی دلیل نہیں، اور یہ جاہلیت کے آثار میں سے ہے، وہ اس سے بدشگونی لیتے تھے کہ شوال کا معنی رکنا ہے.. " اھـ

دیکھیں: شرح صحیح مسلم للنووی (9 / 209).

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا شوال میں عورت کی شادی یا رخصتی مستحب قرار دیتی اور فرمایا کرتی تھیں:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ شادی شوال میں کی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں میرے علاوہ اور کونسی عورت زیادہ نصیبے والی تھی "

حالانکہ لوگ شوال میں شادی کرنے کو بدشگونی قرار دیتے تھے، جن مومنوں کا اللہ پر توکل ہے اور وہ اولی العزم اور قوت کے مالك ہیں ان کا فعل یہی ہے، اور ان کا دل اپنے رب پر مطمئن ہے اور اس پر بھروسہ کرتے ہیں، ان کو علم ہے کہ جو اللہ چاہے وہی ہوتا ہے، اور جو اللہ نہ چاہے وہ نہیں ہوتا.

اور انہیں وہی پہنچے گا جو اللہ تعالی نے ان کے لیے لکھ دیا ہے، اور انہیں وہی مصیبت آئیگی جو ان کی پیدائش سے بھی پہلے لکھ دی گئی ہے، اور انہیں علم ہے کہ جو اللہ نے لکھ دیا ہے اور مقدر کر دیا ہے وہ اس کو پہنچ کر رہینگے.

اور ان کا بدشگونی اختیار کرنا قضاء و قدر کو ان سے ہٹا نہیں سکتا، بلکہ ہو سکتا ہے کہ ان کی یہ بدشگونی سب

سے بڑا سبب ہو جو ان پر قضاء و قدر جاری ہے تو وہ اپنے خلاف اس کی معاونت کرتے ہوں.

اور ان کے نفس ہی مکروہ اور مصیبت کا باعث ہوں، تو ان کی بدشگونی ان کے ساتھ ہے، لیکن اللہ پر توکل کرنے والے اور اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد کرنے والے جو اسے جانتے ہیں اور اس کے احکام کا بھی علم رکھتے ہیں ان کے نفس اس سے اشرف ہیں، اور ان کی ہمتیں اعلی اور ان کا اللہ پر بھروسہ بھی اعلی ہے، ان کا اللہ کے ساتھ حسن ظن ان کے لیے تیاری و قوت اور بدشگونی سے ڈھال ہے جس سے لوگ بدشگونی اور بدفالی لیتے ہیں، انہیں علم ہے کہ کوئی بدشگونی نہیں، اور خیر تو صرف اللہ کی خیر ہی ہے، اور اس کے علاوہ کوئی اور الہ نہیں، خبر دار اسی کے لیے خلق بھی اور امر بھی اسی کا ہے، رب العالمین بابرکت ہے.

دیکھیں: مفتاح دار السعادۃ (2 / 261).

دوسرے سوال کے متعلق عرض یہ ہے کہ:

آپ نصف شعبان کی رات کا جشن منانے کے حکم کے متعلق جواب معلوم کرنے کے لیے سوال نمبر (8907) کے جواب کا مطالعہ کریں.

واللہ اعلم .